U11212 . Date 23-12-09

Title - JAHANGEER AUR TOZAK JAHANGEER.

Creator - Shibli Nemani

Publisher - Nawal Kishore Steam Press (Lahore).

Date - N.A.

Pages - 36.

Subjects - Tozak Jahangeer - Tanqeed; Jahangeer - Khudnawisht; Tareekh - Auhad Mughaliya; Khudnawisht - Jahangeer.

۲۱۳

سلسلۂ تالیفات وکیل ٹریڈنگ کمپنی لمیٹڈ امرتسر

نمبر (۴۳)

جہانگیر

اور

تزک جہانگیری

از

مولانا شبلی نعمانی

نول کشور سٹیم پریس لاہور

تعداد اشاعت (۲۰۰۰) .... قیمت ۲

وکیل ٹریڈنگ کمپنی لمیٹڈ امرتسر کی علمی ادبی اور تاریخی جدید کتابیں

نام کتاب	نام مصنف	قیمت
زیب النسا بیگم	از مولانا شبلی نعمانی	۱ر
غذاے انسانی	از مولانا عبد الماجد صاحب	۳ر
روح کی بیداری	از مولانا فدا علیخاں صاحب ایم۔ اے	۴ر
صلۂ رحم	از مولانا عبد الحی صاحب	۲ر
معیار الاخلاق	از خواجہ غلام الحسنین صاحب	۶ر
ابن عربی	از مولانا عمادی صاحب	۲ر
صناعۃ العرب		۲ر
تعلیم نسواں	از شیخ میر حسین صاحب قدوائی بیرسٹر	۱ر
تاریخ عرب قدیم	از مولانا عمادی	۸ر
اشاعت اسلام	از ماسٹر شیر علیخاں صاحب بی۔ اے	۵ر
ہندوستان میں اسلامی حکومت کے تمدن کا اثر	از مولانا شبلی نعمانی	۱ر
فلسفۃ القرآن	از مولانا عمادی	۲ر
حقیقۃ السحر	از سر سید و مولوی چراغ علی مرحوم	۲ر
علوم اسلام	از مولانا عمادی	۱ر
مذہب	از مولانا حالی	۲ر
اختلاف اللسان	از منشی وجاہت حسین صاحب وجاہت	۱۰ر

جہانگیر

اور

توزکِ جہانگیری

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بہ من چنداں گنہ از بدگمانی می کند نسبت
کہ من ہم در گماں افتادہ پندارم گنہگارم

یورپ کے جدید واقعہ نگاروں نے سلاطین اسلام کی غفلت شعاری عیش پرستی، سیہ کاری کے واقعات کو اس بلند آہنگی سے تمام عالم میں مشہور کیا کہ خود ہمیں کو یقین آچلا اور تقلید پرست تو بالکل یورپ کے ہم آہنگ بن گئے۔ ہندوستان کے سب سے بڑے انشاپرداز نے نیرنگ خیال میں جہانگیر کی یہ تصویر کھینچی ہے۔ اس کے بعد ایک اور بادشاہ آیا جو اپنی وضع سے ہنس وراجہ معلوم ہوتا تھا۔ وہ خود مخمور نشہ میں چور تھا۔ ایک عورت صاحب جمال (نورجہان) اسکا ہاتھ پکڑے آتی تھی اور جدھر چاہتی تھی پھراتی تھی وہ جو کچھ دیکھتا تھا اُس کے نور جمال سے دیکھتا تھا اور جو کچھ کہتا تھا اُسی کی زبان سے کہتا تھا۔ اس پر بھی ہاتھ میں ایک جزو کاغذوں کا تھا اور کان پر قلم دھرا تھا۔ یہ سانگ دیکھکر سب مسکرائے

مگر چونکہ دولت اُسکے ساتھ تھی۔ اور اقبال آگے آگے اہتمام کرتا آتا تھا۔ اس لئے بدمستی بھی نہ ہوتا تھا جب نشہ سے آنکھیں کھلتی تھیں تو کچھ لکھ بھی لیتا تھا؛

لیکن آؤ دیکھیں اس جھوٹ میں کچھ سچ بھی ہے۔ ہمارے انشا پرداز نے جہانگیر کے کبھی کبھی ہوش میں آجانے کا جو کارنامہ بتایا ہے وہ اُسکی کتاب توزک جہانگیری ہے۔ اور سچ یہ ہے کہ جہانگیر کے طرز عمل اور ہر قسم کے خیالات کے دریافت کرنے کا اس سے زیادہ صحیح ذریعہ نہیں ہوسکتا۔ اس لئے ہم اس رسالہ میں اسی کتاب پر مختلف حیثیتوں سے نظر ڈالنا چاہتے ہیں؛

اِس کتاب کی سب سے بڑی خصوصیت (جسکا سب سے پہلے بیان کرنا چاہیے) یہ ہے کہ وہ واقعات کا نہایت صحیح اور سچا مرقع ہے! اسکا ہر ہر لفظ شہادت دیتا ہے کہ کتاب کا لکھنے والا کسی واقعہ میں کسی قسم کی رنگ آمیزی نہیں کرنا چاہتا۔ وہ حکمت عملی اور پالٹیکس کے فلسفہ سے بالکل ناواقف ہے۔ وہ بدنما واقعات پر ملمع سازی کا روغن نہیں چڑھا سکتا۔ وہ عیب بھی کرتا ہے تو ڈنکے کی چوٹ کہدیتا ہے اور ہنر کا کوئی کام اُس کے ہاتھ سے بن آتا ہے تو داد طلب خاموشی نہیں اختیار کرتا بلکہ علانیہ فخر کا اظہار کرتا ہے۔ مؤرخین کو اپنے تجسّس اور رازجوئی پر ناز ہے کہ اُنھوں نے ابوالفضل کے قتل کی سازش دریافت کرلی لیکن جہانگیر خود صاف صاف لکھتا ہے؛

"راجہ نرسنگھ دیو از راجپوتاں بندیلہ . . . . بمنصب ہزاری سرفرازی یافت وباعث ترقی و رعایت او آن شد کہ در اواخر عہد پدر بزرگوارم شیخ ابوالفضل را کہ از شیخ زادہای ہندوستان بمزیت فضل و دانائی امتیاز تمام داشت . . . . طلب

داشتند و چون خاطر او بمن صاف نبود بیقین بود کہ اگر دولت ملازمت دریابد باعث زیادتی آن غبار خواہد گشت و مانع دولت مواصلت گردیدہ کار بجائے خواہد رسانید کہ بضرورت از سعادت خدمت محروم باید گردید چون ولایت نرسنگدیو سر راہ او واقع بود با پیغام فرستادم کہ اگر سر راہ بران مفسد فتنہ انگیز گرفتہ او را نیست و نابود سازد رعایتہائے کلی از من خواہد یافت۔"

اپنے بیٹے شاہجہان کو شراب پلواتا ہے تو بے تکلف لکھتا ہے۔

"تا سال حال کہ سنش بہ بیست و چہار سالگی رسیدہ و کدخدائیہا کردہ و صاحب فرزندان شدہ اصلا خود را بخوردن شراب آلودہ نساختہ بود۔ این روز کہ مجلس وزن او بود گفتم کہ بابا صاحب فرزندان شدۂ و بادشاہان و شاہزادگان شراب خوردہ اند۔ امروز کہ روز جشن است بتو شراب می خورانم و رخصت می دہم کہ در روزہائے جشن و ایام نوروز و مجلسہائے بزرگ میخوردہ باشی اما طریقۂ اعتدال مرعی داری۔"

اس قسم کے سیکڑوں واقعات ہیں جن سے بداہتہً ثابت ہوتا ہے کہ اس نے جہاں جو کچھ لکھا ہے سچائی کے جادہ سے بال برابر بھی نہیں ہٹا ہے۔

قدرت زبان ایک اور خصوصیت جو قوت تحریر سے متعلق ہے اور جسکو اصل مقصد سے پہلے بیان کرنا چاہئے یہ ہے کہ وہ ہر قسم کے واقعات کو جس خوبی۔ سادگی۔ صفائی اور بے تکلفی سے بیان کر سکتا ہے اور ساتھ ہی زبان کا لطف قایم رکھتا ہے فارسی انشا پردازوں میں کسی سے بن نہیں آسکتا۔ اختصار کے لحاظ سے ہم ایک دو مثالوں پر اکتفا کرتے ہیں۔

چونکہ اسکو علم الحیوانات کے ساتھ خاص شغف تھا دور دراز ممالک میں گماشتے

منظر کئے تھے کہ ہر قسم کے عجیب و غریب جانور جہاں سے جس قیمت پر ملا تھ آئیں شاہی عجائب خانہ کے لئے روانہ کئے جائیں چنانچہ سنہ ۱۰۲۱ ہجری میں مقرب خان بندر کھمبات سے جو عجیب و غریب جانور ساتھ لایا اُن میں پیرو بھی تھا جسکو آج انگریزی مرغی کہتے ہیں۔ اسکی تصویر جہانگیر ان الفاظ میں کھینچتا ہے :۔

"یکے از جانوران درجثہ از طاؤس مادہ کلان تر و از نر فی الجملہ خورد تر گاہے کہ در مستی جلوہ نماید دُم خود را و دیگر پرہا را طاؤس آسا پریشاں می سازد و برقص در می آید سر و گردن و زیر حلقوم او ہر ساعت برنگے ظاہر می گردد۔ وقتیکہ در مستی ست سرخ سرخ ست گویا کہ تمام را بہ مرجان مرصع ساختہ اند و بعد زمانے ہمیں جاہا سفید می شود و بطریق پنبہ بنظر درمی آید۔ بوقلمون آسا ہر زمان برنگے دیگر دیدہ می شود و دو پارچہ گوشتی کہ بر سر دارد بہ تاج خروس مشابہ است۔ غریب این ست کہ در ہنگام مستی پارچہ گوشت مذکور بطریق خرطوم از بالائے سر او تا یک وجب آویزد و باز کہ آں را بالا می کشد چون شاخ کرگدن بر سر او مقدار دو انگشت نمایان می گردد اطراف چشم او ہمیشہ فیروزہ گون ست"

ایک اور پرندہ کی تصویر یوں کھینچتا ہے :۔

"یکے از خصوصیات این جانور آن ست کہ تمام شب پائے خود را بشاخ درخت بند کردہ خود را سر نشیب سازد و با خود زمزمہ می کند و چون روز شد بالائے آن درخت می نشیند"

اسی طرح وہ جشنوں کی چہل پہل لڑائیوں کی ہل چل شکاروں کی دوڑ دھوپ موسموں کی دلاویزی۔ باغوں کی تر و تازگی۔ آپس کی صحبتوں کی رنگینی کو ایسے بےتکلف

برجستہ اور دلاویز طریقہ سے ادا کرتا ہے کہ بڑے بڑے نامور انشاپرداز نہیں کر سکتے۔
ان خصوصیتوں کے بیان کرنے کے بعد اب ہم اُن حالات کی طرف متوجہ ہوتے
ہیں جن سے یہ اندازہ ہو سکتا ہے کہ یورپ کے مؤرخین اسکی زندگی کا جو نقشہ کھینچتے
ہیں کہاں تک صحیح ہے؛

تُوزکِ جہانگیری اس کا روزانہ روزنامچہ ہے؛ اس میں وہ تاریخ وار تمام
واقعات جو اُس کو پیش آتے ہیں اور جن اشتغال میں وہ مشغول رہتا ہے تفصیل کے ساتھ
بیان کرتا ہے۔ اس کتاب سے معلوم ہوتا ہے کہ اسکی عمر کا بڑا حصہ ملک کے دورہ میں صرف
ہوا ہے۔ جس کے ذریعہ سے وہ ملک اور رعایا کے حالات سے اطلاع حاصل کرتا تھا۔ اس
خصوصیت میں وہ اپنے تمام پیشروں اور جانشینوں سے بڑھا ہوا ہے کہ اُسکے سفر کی
مدت اور سفر کے حدود سب سے زیادہ وسیع ہیں؛

دورہ کے روزانہ حالات جو وہ قلمبند کرتا ہے اُس میں عیش و عشرت کا حصہ بہت
کم نظر آتا ہے؛ یہ نہ سمجھنا چاہئے کہ وہ ان واقعات کو قلم انداز کرتا جاتا ہے شبستان
عیش میں بسر کرنا۔ شراب کے جلسے قایم کرنے جشن آرائی کی دھوم دھام۔ نغمہ و سرود
کی مجلسیں ان تمام واقعات کو وہ نہایت مزے لیکر بیان کرتا ہے۔ لیکن جب
اس قسم کے حالات کو اُسکے ملکی اور عملی اشغال سے موازنہ کیا جاتا ہے تو صاف نظر
آتا ہے کہ ان تفریحی اشتغال کو اُس نے اسی حد تک جایز رکھا تھا جس قدر آج یورپ
نے باوجود کمال تہذیب کے جایز رکھا ہے؛

مہمات ملکی کیطرف توجہ ہم دیکھتے ہیں کہ کبھی وہ بڑی مہمات پر فوجیں بھیج رہا ہے
کبھی ایک غریب بڑھیا کی ایک طاقتور درباری کے مقابلہ میں دادرسی کر رہا ہے

کبھی علاقہ کی پیمایش میں مصروف ہے۔ کبھی صوبہ جات کے گورنروں کے نام احکام جاری کر رہا ہے۔ کبھی ملکی پیداوار کی تحقیقات میں مصروف ہے۔ کبھی سرحدی حکمرانوں سے تعلقات پیدا کرنے کی کوشش کر رہا ہے۔ کبھی علما کی مجلس میں شریک ہے۔ کبھی غیر مذہب والوں سے علمی مباحثے کر رہا ہے۔ اسی حالت میں کام کرتے کرتے تھک جاتا ہے تو ارباب نشاط اور نغمہ سرود سے بھی دل بہلا لیتا ہے۔ اگر یہ جرم ہے تو سب کو اس جرم کا مرتکب ہونا چاہیئے۔ ع سہ ماہ مے خورو نہ ماہ پارسای باش

اس نے تخت پر بیٹھنے کے ساتھ پہلا حکم جو صادر کیا وہ زنجیر عدالت کا آویزاں کرنا تھا۔ شخصی حکومتوں میں رعایا کی دادرسی میں جو امر سب سے بڑا دقت طلب ہوتا ہے وہ بادشاہ کے دربار کی رسائی ہے۔ نقیب و چاؤش۔ حاجب۔ و دربان۔ خدم و حشم کے ہجوم میں مظلوموں کا بادشاہ تک پہونچنا ایک طرف اُنکی آواز بھی نہیں پہونچ سکتی؛

جہانگیر نے سب سے پہلے اسکی طرف توجہ کی اور حکم دیا کہ ایک زنجیر قلعہ کے برج سے دریا تک لٹکائی جائے تا کہ جو مظلوم شاہی دربار تک نہ پہونچ سکے اس زنجیر کو ہلا دے؛

جب کوئی شخص اس زنجیر کو ہلاتا تھا تو قلعہ میں خبر ہوجاتی تھی اور جہانگیر اسی وقت باہر نکل آتا تھا اور اُسکی دادرسی کرتا تھا؛

جہانگیر کی نفاست پسندی نے یہاں بھی کام کیا یعنے زنجیر زر خالص سے تیار کی گئی؛ یہ زنجیر ۳۰-گز لمبی تھی اور ۴ من وزن تھا۔ اس میں ساٹھ گھنگرو تھے جو زنجیر ہلانے سے بجتے تھے؛

اِسکے علاوہ تخت نشینی ہی کے ساتھ اسنے دوازدہ گانہ احکام صادر کیئے جنکی تفصیل یہ ہے۔

(۱) تمغا- اور میر بحری- اور وہ ٹکس جو ہر صوبہ کے جاگیرداروں نے مقرر کیے تھے قطعاً موقوف کر دیئے ؛

(۲) جن راستوں میں ڈاکے پڑتے تھے حکم دیا کہ منزل بہ منزل سرائیں- کوئیں اور مسجدیں تیار کرائی جائیں- تاکہ لوگ آباد ہو جائیں اور چوری وغیرہ نہ ہونے پائے- اسکے ساتھ یہ بھی حکم دیا کہ سوداگروں کا اسباب اُنکی مرضی کے بغیر کوئی کھولنے نہ پائے-

(۳) اب تک یہ قاعدہ تھا کہ جو شخص مرجاتا تھا اُسکا مال ضبط ہو کر خزانہ شاہی میں داخل ہوتا تھا- اگرچہ اکثر وہ وارثوں کو واپس ملتا تھا لیکن یہ شاہی احسان سمجھا جاتا تھا- جہانگیر نے حکم دیا کہ جائداد و مال وارثوں کا حق ہے- کسی کو اسمیں تصرف کا حق نہیں- البتہ جو شخص لاوارث مرجائے اُسکا مال بیت المال میں داخل ہو لیکن وہ بھی صرف پبلک ورکس یعنی سراؤں- پلوں- تالابوں کی تیاری میں صرف کیا جائے ؛

(۴) تمام ممالک محروسہ میں شراب اور دیگر مسکرات بکنے نہ پائیں- جہانگیر نے جہاں اس حکم کا ذکر کیا ہے انصاف پسندی کے ساتھ اپنے جرم کا اعتراف کیا ہے چنانچہ لکھتا ہے :-

"با آنکہ خود بخوردن شراب ارتکاب می نمایم"

(۵) کسی کے مکان میں سرکاری ملازمین اُترنے نہ پائیں ؛

(۶) ناک- کان کاٹنے کی جو سزائیں دیجاتی تھیں یک قلم موقوف کردیں ؛

(۷) رعایا کی زمین زبردستی خالصہ میں شریک کیجائے ؛

(۸) ملازمین شاہی اپنے علاقوں میں بغیر اجازت کے شادی نہ کرنے پائیں ؛

(۹) تمام بڑے بڑے شہروں میں شفا خانے قایم کئے جائیں اور طبیب و جراح مقرر ہوں اور یہ تمام صرف جیب خاص سے ادا کیا جائے ؎

(۱۰) ۱۸-ربیع الاول (تاریخ ولادت جہانگیر) اور جمعرات اور ہفتہ کو جانور ذبح نہ کئے جائیں ؎

(۱۱) عام حکم دیا کہ والد ماجد (اکبر شاہ) کے زمانے کے تمام مناصب اور عہدے برقرار رکھے جائیں ؎

(۱۲) جسقدر قیدی قلعوں میں اور جیل خانوں میں مقید تھے سب آزاد کر دیئے ؎ [۵۱]

جغرافیانہ اور مؤرخانہ تحقیقات ہندوستان کی سیکڑوں تاریخیں لکھی گئیں جن میں حکومت اور فتوحات کے حالات ہیں لیکن کوئی کتاب جغرافیہ کے طرز پر نہیں لکھی گئی جس سے ایک ایک شہر اور قصبہ کے حالات معلوم ہوتے۔ اس انداز کی سب سے پہلی کتاب آئین اکبری ہے جسمیں نہایت اجمالی حالات ہیں۔ آجکل گزٹیر کا جو طریقہ ہے یہ اس عہد میں بالکل نہ تھا لیکن اسکا خاکہ درحقیقت جہانگیر نے قایم کردیا تھا۔ توزک جہانگیری میں وہ جس صوبہ یا جس شہر کا حال لکھتا ہے۔ اسکی ابتدائی تاریخ۔ مساحت۔ پیداوار کے اقسام۔ آب وہوا۔ اثمار و اشجار۔ رسوم وعادات۔ ایک ایک چیز کو نہایت تفصیل سے لکھتا ہے۔ مثلاً کشمیر کے حال میں لکھتا ہے ؎

کشمیر اقلیم چہارم میں شامل ہے۔ اسکا عرض بلد خط استوا سے ۳۵ درجہ۔ اور طول جزایر سفید سے ۱۰۵ درجہ ہے۔ مدت سے یہ ملک ہندو راجاؤں کے قبضہ میں تھا چنانچہ ان کی کل مدت حکومت ۴۰۰۰ سال ہے جسکے تفصیلی حالات راجہ ترنگ

---

[۵۱] دیکھو توزک جہانگیری صفحہ ۳۔ تا صفحہ ۵ ؎

کی تاریخ میں جس کا ترجمہ عرش آشیانی (اکبر) کے حکم سے فارسی میں ہوچکا ہے بتفصیل مذکور ہیں۔ سنہ ۷۱۲ ہجری میں مسلمانوں کا قبضہ ہوا۔ ۳۲ حکمرانوں نے ۲۸۲ برس تک حکومت کی سنہ ۹۹۴ ہجری میں عرش آشیانی (اکبر) نے فتح کیا۔

کشمیر کا طول بہلولپاس سے نشیبی حصہ تک ۵۶ کوس ہے۔ اور عرض ۲۷ کوس۔ ابوالفضل نے اکبر نامہ میں یوں ہی قیاساً لکھدیا ہے کہ کشمیر کا طول دریائے کشن گنگا سے ۱۲۰ کوس ہے۔ میں نے بہ نظر احتیاط ماہران فن کو مقرر کیا کہ طول اور عرض کی پیمایش کریں۔ ابوالفضل نے ۱۲۰ کوس جو لکھے وہ کل ۶۷ ٹھہرے۔ قاعدہ یہ ہے کہ ہر ملک کی سرحد وہاں تک قرار دیجاتی ہے جہاں تک اس ملک کی بولی۔ بولی جاتی ہے۔ اس بنا پر بہلولپاس سے کشمیر کی حد مقرر کی گئی ہے جو دریائے کشن گنگا سے ۱۱ میل اس طرف ہے۔

شہر کا نام سری نگر ہے۔ دریائے بھٹ شہر کے بیچ میں بہتا ہے۔ اس دریا کا مخرج ایک چشمہ ہے جسکا نام ویری ناگ ہے جو سری نگر سے ۱۴ کوس ہے۔ میں نے اس چشمہ پر ایک باغ اور عمارت طیار کرائی ہے۔ شہر میں چار پل نہایت مستحکم اور مضبوط ہیں۔ پل کو کشمیری زبان میں کدل کہتے ہیں۔ یہاں ایک نہایت عالیشان مسجد ہے جو سلطان سکندر نے سنہ ۹۰۰ ہجری میں طیار کرائی تھی۔ محراب سے شرقی دیوار تک ۵۴۱ گز طول اور ۳۴۱ گز عرض ہے۔ میر سید علی ہمدانی کی ایک خانقاہ یہاں یادگار ہے۔ یہاں آمد و رفت کشتی کے ذریعہ ہے۔ ۵۷۰۰ کشتیاں اور ۷۴۰۰ ملاح ہیں۔

کشمیر میں ۳۸ پرگنہ جات ہیں۔ بالائی حصہ کو امراج اور نشیبی کو کامراج کہتے ہیں

یہاں مالگزاری میں نقد دینے کا دستور نہیں۔ بلکہ بٹائی کا طریقہ ہے۔ ایک خروار تین من آٹھ سیر کا ہوتا ہے۔ اس حساب سے کشمیر کی کل مالگزاری ۳۰ لاکھ ۶۳ ہزار ۵۰ خروار ہے جسکو نقدی سے بدل دیں تو سات کرور ۶۶ لاکھ ستر ہزار دام ہوتے ہیں (دام قریباً سوا پیسہ کا ہوتا ہے)۔

کشمیر کا راستہ سخت دشوار گذار ہے۔ نسبتہً سب سے آسان راستہ بھمبر اور پگلی کا ہے۔ لیکن کشمیر کی بہار دیکھنی ہو تو پگلی کے راستہ سے جانا چاہیئے"

کشمیر ایک ہمیشہ بہار چمن زار ہے۔ جہاں تک نگاہ کام کرتی ہے سبزہ۔ آب رواں۔ گلاب۔ بنفشہ۔ نرگس اور سیکڑوں قسم کے پھول ہی پھول نظر آتے ہیں۔ بہار میں، نہ صرف صحرا اور چمن۔ بلکہ درودیوار۔ صحن و بام۔ لالہ سے پٹ جاتے ہیں"

کشمیر کے تمام مکانات چوبیں ہوتے ہیں جو دو منزلے سہ منزلے ہوتے ہیں۔ کوٹھے کو خاکپوش کرکے اس میں لالہ بوتے ہیں جو بہار میں پھولتا ہے اور عجب عالم پیدا کرتا ہے۔ یہ خاص کشمیر کی ایجاد ہے"

کشمیر کے مضافات میں پھولوں کی اقسام کا شمار نہیں ہو سکتا۔ استاد منصور نقاش نے میرے حکم سے جتنے پھولوں کی تصویریں لیں انکی تعداد سو سے متجاوز تھی۔ عرش آشیانی سے پہلے یہاں شاہ آلو مطلق پیدا نہیں ہوتا تھا محمد قلی افشار نے کابل سے لاکر پیوند لگایا۔ اب تک دس پندرہ درخت طیار ہو چکے ہیں"

(اسکے بعد تمام میوہ جات اور دیگر پیداوار اور حیوانات اور لوگوں کی معاشرت

اور رہنے سہنے کا حال لکھا ہے۔ اس مختصر رسالہ میں ان کی گنجائش نہیں)۔

انصاف کرو ایک محقق جغرافیہ داں اور مؤرخ کسی ملک کا حال اس سے زیادہ کیا لکھ سکتا تھا۔ باوجود اسکے یوروپین مؤرخوں کی ناانصافی اور ستم ظریفی دیکھو کہ جہانگیر کو مست لایعقل کا خطاب دیتے ہیں۔ اور افسوس یہ ہے کہ ہمارا اردو کا انشا پرداز بھی (مولوی محمد حسین آزاد) قاضی نور اللہ شوستری کے خون کا انتقام اسی پردہ میں لیتا ہے؛

جہانگیر کے دورہ کی حد ایک طرف آگرہ سے لیکر پنجاب۔ اور کشمیر تک اور دوسری طرف مالوہ اور گجرات تک ہے؛ ان ممالک کے اضلاع اور شہروں بلکہ قصبات تک کے تمام حالات اس نے جس تحقیق سے لکھے ہیں۔ اس پر اضافہ نہیں ہوسکتا؛

علم الحیوانات جہانگیر کے زمانہ میں کسی کو اس فن کا خیال بھی نہ ہوگا لیکن توزک جہانگیری میں اسکے متعلق اس قدر معلومات ملتے ہیں کہ اس علم کی ایک اچھی ابتدائی تصنیف اس سے طیار ہوسکتی ہے۔ شکار کا شوق۔ شاہی لوازم میں داخل ہے۔ اور گو خشک مزاج عالمگیر اسکو "کار بیکاراں" کے لقب سے یاد کرتا تھا لیکن خود بھی اکثر بیکار بن جاتا تھا۔ تاہم آجتک کسی نے اس سے یہ کام نہیں لیا کہ علم الحیوانات کی تدوین میں کام آسکے! جہانگیر کو بھی شکار کا بے انتہا شوق تھا۔ ایک دفعہ اس نے اپنی شکار افگنی کا نقشہ طیار کرانا چاہا چونکہ دفتر میں ایک ایک چیز قلمبند کیجاتی تھی۔ اسلئے تحقیقات سے ثابت ہوا کہ بارہ برس کی عمر یعنی ۹۸۸ھ ہجری سے پچاسویں سال تک ۲۸۵۳۲ جانور اس نے شکار میں

مارے تھے۔ جن میں ۸۶ شیر تھے۔ تو زک میں ایک ایک جانور کی الگ الگ تفصیل لکھی ہے۔

وہ جس جانور کو مارتا تھا۔ فوراً اُسکا وزن اور تشریح کراتا تھا۔ اور یہ دیکھتا تھا کہ اس میں غیر معمولی کیا چیزیں ہیں مثلاً۔

گرگ نرے۔ میرزا رستم شکار کردہ بود۔ آورد۔ می خواستم کہ ملاحظہ نمایم کہ زہرۂ او بطریق زہرۂ شیر در درون جگر واقع ست۔ یا مانند جانوران دیگر در بیرون جگر دارد۔ بعد از تفحص ظاہر شد کہ زہرۂ او ہم در درون جگر میباشد۔"

یکے از نرہائے نر اکہ از ہمہ کلاں تر بود فرمودم کہ بہ وزن درآوردند دو من و بست و چہار سیر ظاہر شد۔ از گورخرہائے شکاری یکے کہ بہ تنہا از ہمہ قوی تر او نہ[۹] من و شانزدہ[۱۶] سیر سنجیدہ شد۔

مگرمچھ دیدہ شد کہ ہشت گز طول و یک گز عرض داشت۔

نورجہاں بیگم قرشیہ ایں جا بہ بندوق زد کہ تا حال بہ آں کلانی و خوش رنگی دیدہ نہ شدہ بود۔ فرمودم وزن نمودند نوزدہ تولہ و پنج ماشہ بوزن درآمد۔

درین تاریخ امانت خان دو دندان فیل گذرانید بغایت کلاں کہ یکے از آں سہ ذرع (گز) و ہشت طسو طول و شانزدہ طسو ضخامت داشت سہ من و دو سیر بوزن درآمد۔

چونکہ قدیم تصنیفات میں تصویر درج نہیں کرتے تھے۔ اسلئے علم الحیوانات کی تصانیف میں سب سے مقدم یہ ہے کہ جس جانور کا ذکر کیا جائے۔ اُسکی صورت شکل، ڈیل ڈول، خط و خال۔ رنگ و روپ کا اسطرح بیان کیا جائے کہ آنکھوں میں تصویر پھر جائے

حیوٰۃ الحیوان دمیری میں جو اس فن کی سب سے عمدہ کتاب خیال کی جاتی ہے اکثر یہ نقص پایا جاتا ہے کہ دو جانور جو باہم ملتے جلتے ہیں۔ ان میں امتیاز نہیں ہو سکتا، لیکن جہانگیر جس جانور کا ذکر کرتا ہے۔ تصویر کھینچکر رکھ دیتا ہے۔ اس سے اسکی قوت تحریر اور قدرت زبان کا بھی اندازہ ہوتا ہے۔ ولایتی مرغی کا ذکر اوپر گذر چکا ہے اسکو ایکبار اور پڑھو۔ ایک اور موقع پر ایک قسم کے بندر کا ذکر کرتا ہے!

میمونے آوردہ بود بہ ہیأت غریب و شکل عجیب، دست و پا و گوش و سر او بعینہ میمون ست و روے او بروے روباہ می ماند۔ رنگ چشمہاے او برنگ چشم باز لیکن از چشم باز کلان ترست از سر او تا سر دم یک ذرع معمول بودہ است از میمون پست تر و از روباہ بلند ترست۔ رنگ او خاکستری ست۔ از بنا گوش تا زنخ سرخ ست می گون، دم او از نیم ذرع دو سہ انگشت دراز تر غایتاً بخلاف دیگر میمون ہا دم این جانور افتادہ است۔

لیکن اس نے اسی پر اکتفا نہیں کیا بلکہ تمام کمیاب جانوروں کی تصویریں کھچوائیں اور تزک جہانگیری میں شامل کیں چنانچہ اس کا ذکر مصوری کے بیان میں آئے گا، اکثر شکاروں میں جب کوئی غیر معمولی قد و قامت کا جانور شکار کرتا تھا تو اسکی تصویر کھچواتا تھا۔ سنہ جلوس میں ایک نہایت مہیب شیر کا شکار کیا تو اسکی تصویر کھچوائی۔ چنانچہ خود لکھتا ہے!

از ایام شاہزادگی تا حال این ہمہ شیر کہ شکار کردم در بزرگی و شکوہ و تناسب اعضا مثل این شیرے بنظر نیامدہ۔ بمصوران فرمودم کہ شبیہ آن را موافق ترکیب و جثہ بکشند بست و نہم سن جہانگیری در زان شد، (صفحہ ۲۰۵)۔

علم الحیوانات کے نتائج میں اس سے بہت مدد ملتی ہے کہ جانوروں کے نہایت غیر معمولی اقسام ڈھونڈھکر پیدا کیئے جائیں کیونکہ اس سے اکثر جانوروں کی ماہیت اور جنس و نسل جو قرار پاچکی تھی، بدل جاتی ہے۔ جہانگیر اسکا خاص خیال رکھتا ہے سفید رنگ کا چیتہ بہت کم سُنا گیا ہے۔ راجہ نرسنگہ دیو نے جب ۳؎ جلوس میں پیش کیا تو نہایت خوش ہوا۔ تو زک میں اسکا جہاں ذکر کیا ہے۔ لکھتا ہے کہ میں نے حسب ذیل جانور بالکل سفید دیکھے ہیں اور میرے چڑیا خانے میں موجود ہیں؛

شاہین۔ باشہ۔ شکرا۔ کنجشک۔ کوا۔ بٹیر۔ تیتر۔ لودنہ۔ طاؤس۔ باز۔

جہانگیر کا جانور خانہ حقیقت میں ایک عجائب خانہ تھا۔ اس میں ایسے بھی بہت سے جانور تھے جنکی خلقت غیر معمولی خلقت تھی۔ ان میں ایک بکرا تھا جو بقدر ایک پیالہ کے دودھ دیتا تھا؛ [1]

۹ جلوس میں ولایت زیرباد سے ایک پرند آیا جو طوطی کے مشابہ تھا۔ اسکی یہ عادت تھی کہ تمام رات اُلٹا لٹک کر چہچہے کرتا تھا جہانگیر اسکا حال ان الفاظ میں لکھتا ہے؛

درین روزہا جانورے از ولایت زیرباد آوردہ بودند کہ رنگ اصل بدن او موافق برنگ طوطی ست لیکن در جثہ از و کوچک ترست۔ یکے از خصوصیات این جانور آن ست کہ تمام شب پائے خود را بر شاخ درختے یا چوبے کہ اورا بر ان نشانیدہ باشند۔ بندکردہ خود را سرنشیب مے سازد و باخود زمزمہ میکند۔ وچون روز شد بربالائے آن شاخ درخت می نشیند۔ آب مطلق نمی خورد و در طبیعت او کار زہر میکند

جہانگیر ان عجائبات کے بہم پہنچانے میں بے دریغ روپیہ صرف کرتا تھا۔ اور ان امرا سے

[1] توزک جہانگیری صفحہ ۱۴۷؛

نہایت خوش ہوتا تھا جو اس قسم کی چیزوں کو بہم پہنچاتے تھے۔ اور روپیہ کا مطلق خیال نہیں کرتے تھے۔ مقرب خان کو بندر کھمبات میں بھیجا تو تاکید کی کہ۔

بہ بندر گووا رفتہ۔ نفایسے کہ دران جا بدست آید جہت سرکار خاصہ شریفہ خریداری نماید حسب الحکم باستعداد تمام بہ گووہ رفت۔ ومدتے دران جا بودہ نفایسے کہ دران بندر بہ دست افتاد اصلا روے زر نہ دید بہر قیمتے کہ فرنگیان خواستند زر دادہ گرفت۔ زان جملہ جانورے چند آوردہ بود بسیار عجیب و غریب چنانچہ تاحال ندیدہ بودم بلکہ نام او را کسے نہ میدانست الخ[۵۱]

اسکے فیل خانہ میں ایک ہاتی تھا جسکا نام اس نے گجراج رکھا تھا۔ اس کا قد سات گز شرعی اور آٹھ انگل کا تھا[۵۲] (شرعی گز جیسا کہ خود جہانگیر نے تصریح کی ہے چوبیس انگل کا ہوتا ہے یعنی ایک ہاتھ سے کچھ کم)۔

علم الحیوانات کا نہایت اہم مسئلہ جانوروں کے خصایص طبعی کا علم ہے یعنی کون سے افعال اور خصایص ان کی فطرت میں داخل ہیں۔ اور کون سے ایسے ہیں جو تعلیم و تربیت سے بدل سکتے ہیں۔ اسپر بہت سے عملی نتایج موقوف ہیں۔ مثلاً ہاتی ایک مفید اور ضروری جانور ہے لیکن اسکے خصایص میں ہے کہ آبادی میں جفت نہیں ہوتا اس ضرورت سے ہمیشہ جنگل سے گرفتار کرنے پڑتے ہیں ورنہ اگر ان کی نسل پھیل سکے تو نہایت آسانی ہو جاے۔

جہانگیر اس امر پر خاص توجہ رکھتا تھا اور اس نے تجربہ سے ثابت کر دیا کہ بہت سی باتیں جو بعض بعض جانوروں میں فطری سمجھی جاتی تھیں۔ تربیت کے اثر سے بدل سکتی ہیں **شیر** کی نسبت عام طور پر مشہور ہے کہ کبھی انسان سے رام نہیں ہوتا لیکن

---

[۵۱] توزک جہانگیری صفحہ ۱۰۵۔ +   [۵۲] توزک جہانگیری صفحہ ۲۳۴۔ +

جہانگیر لکھتا ہے:

شیران بہ نوعے رام گشتہ اند کہ بے قید و بے زنجیر گاہ گاہ درمیان مردم میگردند و ضرر ایشان بہ مردم نمی رسد۔

یہ بھی مشہور ہے کہ شیر، چیتے، ہاتی، آبادی میں بچے نہیں جنتے۔ اکبر نے ایک ہزار کے قریب چیتے جمع کیے تھے اور ان کو ایک جگہ رکھتا تھا کہ شاید جفت ہوں لیکن کبھی نہ ہوئے۔ نر اور مادہ کھلے باغوں میں چھوڑوا دیئے جب بھی الگ رہے۔ لیکن جہانگیر کے جانورخانے میں شیر اور چیتے دونوں سے بچے جنے۔ جہانگیر لکھتا ہے:

مادہ شیرے آبستن شد۔ وبعد از سہ ماہ سہ بچہ زائید و ایں ہرگز نہ شدہ کہ شیر جنگلی بعد از گرفتاری بہ جفت خود جمع شدہ باشد۔ (صفحہ ۱۱)

ہاتی کی نسبت لکھتا ہے،

شب یکشنبہ مادہ فیلے از فیل خانہ خاصہ در حضور من زائید۔ مکرر فرمودہ بودم کہ تحقیق مدت حمل نمایند آخر الامر ظاہر شد کہ بچہ مادہ یک سال و شش ماہ و بچہ نر نوزدہ ماہ در شکم مادر مے ماند بخلاف تولد آدمی کہ اکثر بچہ از شکم مادر بہ سر فرو می آید بچہ فیل اکثر بہ پا بر می آید۔ (۱۳۰)

اسی طرح سارس، تدرو وغیرہ کے واقعات لکھے ہیں۔ ایک شیر کی نسبت لکھا ہے کہ ایک بکری سے اس قدر مانوس ہو گیا تھا کہ بغیر اس کے بسر نہیں کر سکتا تھا دونوں ایک پنجرہ میں رہتے تھے۔ چنانچہ لکھتا ہے:

شاہزادہ دادبخش، شیر نیشکیش کرد کہ با بز الفت گرفتہ در یک قفس می باشند

وبہ آن بز نہایت محبت و الفت ظاہر مے سازد۔ بہ دستورے کہ حیوانات جفت میشوند بزرا در آغوشش گرفتہ حرکتے مے کند بحکم کرد کہ آن بز را مخفی داشتند فریاد و اضطراب بیجا ظاہر ساخت (۳۹۹)

اس قسم کے اور بہت سے واقعات لکھے ہیں جو علم الحیوانات کے لئے کار آمد ہیں۔

مصوری

عام خیال ہے کہ چونکہ اسلام نے تصویر کشی کو حرام کر دیا۔ اس لئے مسلمان اس فن میں کچھ ترقی نہ کر سکے۔ بلکہ ان کے عہد میں یہ لطیف فن گویا مٹ گیا۔ ہمکو مذہبی مسئلہ سے بحث نہیں لیکن تاریخی واقعہ یہ ہے کہ مسلمانوں نے اس فن میں کچھ کم ترقی نہیں کی۔ اور سلاطین اور امرائے اسلام اس فن کے ساتھ خاص شغف رکھتے تھے۔ اور جہانگیر تو گویا عاشق تھا۔ اسکی مہارت اس فن میں اس درجہ بڑھی ہوئی تھی کہ ایک تصویر اگر مختلف مصوروں کے ہاتھ کی بنی ہوئی ہوتی تھی تو وہ بتا دیتا تھا کہ کہاں تک کس کے ہاتھ کا کام ہے خود توزک میں لکھتا ہے۔

اگر در یک صورت چشم و ابرو را دیگرے کشیدہ باشد در آن صورت می فہمم کہ اصل چہرہ کار کیست؟ و چشم و ابرو را کہ ساختہ؟

اس کے دربار میں مشہور مصور ابوالحسن تھا جسکو جہانگیر نے ۱۳ جلوس میں نادر الزمانی کا خطاب دیا تھا خطاب دینے کی تقریب میں لکھتا ہے۔

کارش بہ عیار کامل رسیدہ و تصویر او از کارنامہائے روزگار است و درین عصر نظیر و عدیل خود ندارد۔ اگر درین روزگار استاد عبدالحی و استاد بہزاد در حیات بودند انصاف کار او مے دادند۔ الحق نادرہ زمان خود بود و ہمچنین استاد منصور نقاش کہ بہ خطاب نادر العصری ممتاز است

ودر فن نقاشی یگانہ عصر خودست (۲۳۵)

جہانگیر نے نہایت نادر نادر تصویریں اور مرقعے طیار کرائے تھے سنہ ۱۲ جلوس میں خان عالم کو جب عراق بھیجا ہے تو بشن داس کو جو فن تصویر میں یکتائے روزگار تھا ساتھ بھیجا ہے کہ شاہ عباس صفوی اور اس کے ارکان سلطنت کی تصویر کھینچکر لائے، چنانچہ خود لکھتا ہے:

وقتیکہ خان عالم را بہ عراق می فرستادم بشن داس نام مصورے کہ در شبیہ کشی از یکتایان روزگار ست ہمراہ دادہ بودم کہ شبیہ شاہ و عمدہ ہائے دولت ایشاں را کشیدہ بیارد شبیہ اکثرے را کشیدہ بود بہ نظر در آورد خصوصاً شبیہ شاہ برادرم (یعنی عباس صفوی) را بسیار خوب کشیدہ بود چنانچہ بہر کس از بندہ ہائے ایشاں نمودم عرض کردند کہ بسیار خوب کشیدہ (صفحہ ۲۸۵)

توزک کے شاہی نسخہ میں اپنے جلوس کا مرقع ابوالحسن نادر الزمانی سے طیار کرایا تھا جسکا اوپر ذکر گذر چکا ہے چنانچہ اسکے صلہ میں اسکو نادر الزمانی خطاب دیا تھا جس قدر عجیب و غریب حیوانات وغیرہ اسکے عجائب خانہ میں تھے سب کی تصویریں کھچوا کر جہانگیر نامہ میں شامل کی تھیں چنانچہ خود لکھتا ہے،

حضرت فردوس مکانی (بابر شاہ) اگرچہ در واقعات خود صورت و اشکال بعضے جانوران را نوشتہ اند لیکن غالباً بہ مصوران نہ فرمودہ اند کہ صورت آن ہا را تصویر نمایند۔ چون این جانوران در نظر من بہ غایت غریب در آمدہ ہم نوشتم و ہم در جہانگیر نامہ فرمودم کہ مصوران۔ شبیہ آن ہا کشیدند تا حیرتے کہ از شنیدن دست دہد از دیدن زیادہ گردد۔ (صفحہ ۱۰۵)

قدیم مرقعوں اور تصویروں کا نہایت شائق تھا۔ اور یہ شوق حد سے بڑھ گیا تھا
امیر تیمور کے معرکہ جنگ کا مرقع ایک امیر نے ایران سے بہم پہونچایا تھا۔ اس کا ذکر
توزک میں جس طرح کیا ہے۔ اس سے اسکے شوق کا اندازہ ہو سکتا ہے۔ یہ مرقع خلیل مرزا
نے کھینچا تھا اس مرقع میں ۲۴۰ تصویریں تھیں۔ اور یہ سب اُن شہزادوں اور امرار
کی تصویریں تھیں جو اس معرکہ میں شریک جنگ تھے۔ ہر تصویر کے نیچے صاحب تصویر
کا نام بھی لکھ دیا تھا۔ یہ مرقع شاہ اسمٰعیل صفوی کے کتب خانے سے شاہ عباس
کے ہاتھ آیا تھا۔ شاہ عباس کے داروغہ کتب خانے نے اسکو چوری سے بیچڈالا۔
اتفاق یہ کہ جہانگیر نے خان عالم کو جب ایران بھیجا تھا تو صفہان میں یہ مرقع
بازار میں بک رہا تھا۔ خان عالم نے خرید لیا۔ شاہ عباس کو خبر ہوئی تو خان عالم
کو لکھ بھیجا کہ میں صرف دیکھنا چاہتا ہوں۔ بھیجدو۔ خان عالم نے بہت ٹالا۔ لیکن
شاہ عباس کے اصرار سے مجبور ہو گیا اور آخر بھیجدیا۔ شاہ عباس کو چونکہ جہانگیر
کی تصویر دوستی کا حال معلوم تھا۔ چند روز اپنے پاس رکھ کر خان عالم کے پاس
بھیجدیا۔ یہ تمام داستان جہانگیر نے توزک میں لکھی ہے۔ اور عجیب جوش مسرت
سے لکھی ہے ایک جگہ لکھتا ہے،

از نقائس و نوادر روزگار کہ خان عالم آوردہ الحق از تائیدات طالع
او بود کہ چنین تحفہ بدست افتادہ مجلس جنگ صاحبقران ست الخ اگر نام
مصور نبودے گمان می شد کہ کار بہزاد باشد۔

چون توجہ خاطر ما را بہ امثال این نفائس می دانند کہ در چہ مرتبہ است۔ از خواستن
نیز در گذشت و چیزی نگفت؟ در کلی وجزوی بحمد اللہ کہ مضائقہ نیست حقیقت را بہ خان عالم ظاہر ساختہ

باز بوشاہ الی الطف نمودار (صفحہ ۲۸۵)

اپنے زمانے کے نامور آدمیوں کے بت (اسٹیچو) بھی طیار کر لیتے تھے۔ اور تعجب یہ ہے کہ ان میں ہندو راجاؤں کے بت بھی تھے۔ مہارانا اودے پور اور اس کے ولیعہد کرن کا بت طیار کیا گیا تھا۔ اسکے متعلق سنہ ۱۱ جلوس کے واقعات میں لکھتا ہے:

صورت رانا و کرن پسرش را به سنگتراشان تیزچنگ فرمودہ بودم که
از سنگ مرمر به قدر و ترکیبی که دارند بتراشند۔ درین تاریخ صورت تمام یافت
و به نظر درآمد فرمودم که به آگره برده در باغ جهروکه درشن نصب کنند (صفحہ ۲۶۲ و ۲۶۳)

جہانگیر تصویر شناسی کا جو دعویٰ کرتا ہے تذکروں اور تاریخوں سے بھی اسکی تصدیق ہوتی ہے۔ سرخوش نے اپنے تذکرہ میں لکھا ہے کہ ایک شخص نے ایک تصویر جہانگیر کو لاکر دی جس میں ایک عورت کی تصویر اس حالت میں کھینچی تھی کہ اسکی کنیز جھانوں سے اسکے تلوے مل رہی ہے۔ جہانگیر نے پانچ ہزار روپیے دیکر وہ تصویر لی۔ اسپر صاحب تصویر کو تعجب ہوا اور عرض کی کہ حضور! اس میں کیا بات ہے جو جہانگیر نے کہا جب تلوے سہلائے جاتے ہیں تو خفیف سی گدگدی پیدا ہوتی ہے۔ اسکا اثر چہرہ پر بھی ظاہر ہوتا ہے اور یہ اثر تصویر میں موجود ہے۔

صنّاعی اور صنعت گری جہانگیر کی خوش مذاقی اور قدر دانی نے صنّاعی کو بھی بہت ترقی دی اسکی تفصیل اس رسالہ میں سما نہیں سکتی۔ ہم صرف ایک مثال پر اکتفا کرتے ہیں۔ جسکا ذکر جہانگیر نے سنہ جلوس کے واقعات میں تعجب کے ساتھ کیا ہے۔ پستہ کے چھلکے کے برابر ہاتھی دانت کے چار مربعے تھے۔ ایک میں چند پہلوان باہم لڑ رہے ہیں۔ ایک ہاتھ میں نیزہ لئے کھڑا ہے دوسرے کے ہاتھ میں پتھر کا ٹکڑا ہے

ایک اور پہلوان زمین پر ہاتھ ٹیکے ہوئے بیٹھا ہے سامنے ایک کمان۔ ایک لاٹھی اور ایک ظرف رکھا ہوا ہے۔ دوسرے مرقع میں ایک تخت ہے جس پر ایک شامیانہ تنا ہوا ہے۔ تخت پر ایک بادشاہ پاؤں پر پاؤں رکھے ہوئے بیٹھا ہے۔ پیٹھ پر تکیہ سے لگی ہوئی ہے۔ پانچ خدمتگار گرد و پیش کھڑے ہیں۔ اوپر سے ایک درخت کی شاخ بادشاہ کے سر پر سایہ کر رہی ہے۔ تیسرے مرقع میں نٹ تماشا دکھا رہے ہیں۔ ایک بلی کھڑی ہے۔ اس پر تین طنابیں بندھی ہیں۔ ایک نٹ اس طرح کھڑا ہے کہ بائیں ہاتھ کو سر کے پیچھے سے لا کر دائیں پاؤں کو پکڑ لیا ہے۔ ایک ہاتھ میں ایک لکڑی کو جھکے سر سے پر ایک بکری معلق ہے۔ ایک اور نٹ گلے میں ڈھول ڈالے ہوئے بجا رہا ہے۔ ایک اور شخص ہاتھ اوپر اٹھائے ہوئے کھڑا ہے۔ اور طناب کی طرف دیکھ رہا ہے۔ پانچ شخص ادھر ادھر کھڑے ہیں۔ چوتھے مرقع میں ایک درخت ہے۔ درخت کے نیچے حضرت عیسے علیہ السلام بیٹھے ہوئے ہیں۔ ایک آدمی ان کے پاؤں چوم رہا ہے۔ وہ ایک پیر مرد سے باتیں کر رہے ہیں۔ چار شخص اور آس پاس کھڑے ہیں "۔

لطف یہ کہ یہ تمام تصویریں چاول کی دانت کی تھیں۔ صرف ایک پستہ کے چھلکے میں آجاتی تھیں۔ جہانگیر کو اس صنعت گری پر اس قدر حیرت ہوئی کہ ان الفاظ میں اس کا ذکر کرتا ہے :

یکے از غلامان بادشاہی کہ در خاتم بندخانہ کار می کند۔ کارنامہ ساختہ از نظر گذرانیدہ کہ تا امروز مثل این کارے نہ شدہ بود بلکہ نشنیدہ ام چون نہایت غرابت دارد بہ تفصیل نوشتہ می شود (تزک جہانگیری صفحہ ۹۷)۔

عبرت توزک جہانگیری۔ سر سید مرحوم نے علی گڈھ میں چھپوالی تھی۔ اس موقع پر ایک حاشیہ لکھا ہے جس میں تحریر فرماتے ہیں:

ظاہر این کارنامہ از غلام خاتم بند خانہ شاہی معلوم نمی شود۔ چہ در مجلس چہارم ساختن صورت حضرت عیسٰی علیہ السلام را بہیچ معلوم نمی شود۔ غالباً این کارنامہ از کارنامہائے کاریگران فرنگ بودہ و بہ دستش افتادہ۔ آن را از نام کارنامۂ خود نذر گذرانید۔

سید صاحب کو اسکا یقین نہیں آسکتا کہ کوئی ہندوستانی شخص بھی ایسا کمال دکھا سکتا ہے۔ اسلئے فرماتے ہیں کہ کسی یورپین نے بنائی ہوگی اور اسپر یہ قرینہ قایم کرتے ہیں کہ چوتھے مرقع میں حضرت عیسٰی کی تصویر تھی یہ خوش اعتقادی کی یا خیر حد ہے جس زمانے کا یہ ذکر ہے اُس وقت یورپ یہ یورپ نہ تھا۔ اور سچ یہ ہے کہ ہاتھ کی صناعیوں میں آج بھی یورپ ایشیا سے بازی نہیں لیجا سکتا۔ مسلمان۔ انبیاے بنی اسرائیل سے ایسے ناآشنا نہ تھے کہ حضرت عیسٰی کی تصویر بنانا۔ ان کے لئے کوئی تعجب انگیز بات ہوتی۔ خصوصاً جب کہ اکبر نے عیسائیوں کو دربار میں دخل دیا تھا۔ اور حضرت عیسٰی و مریم کی تصویریں بنانا عام ہو چکا تھا۔

تحقیقات اشیاء جہانگیر کو ہر چیز کی تحقیقات کا خاص شوق تھا۔ جس ملک اور جس صوبہ میں جاتا تھا۔ وہاں کی ایک ایک چیز کی تحقیق کرتا تھا۔ ہر جگہ پرچہ نویس اور واقعہ نویس مقرر تھے کہ ملکی حالات کے ساتھ ہر قسم کی تحقیقات کی رپورٹ کرتے رہیں۔ جو باتیں عام طرح سے مشہور ہوگئی تھیں اور لوگ ان کو مسلمات عامہ کی طرح تسلیم کرتے آتے تھے جہانگیر انکی تحقیق کرتا تھا اور اکثر غلط ثابت ہوتی تھیں مثلاً عام طور پر مشہور ہے کہ مومیائی

کے استعمال سے زخم فوراً اچھا ہو جاتا ہے جہانگیر نے اسکا تجربہ کیا اور نتیجہ تجربہ ان لفظوں میں لکھتا ہے:

در باب اثر مومیائی از حکیمان سخنان شنیدہ بودم۔ چون بتجربہ رشد ظاہر نگشت نمی دانم کہ اطبا در اثر آن مبالغہ از حد گذرانیدہ اند یا بجہت کہنگی اثر آن گم شدہ باشد بہر تقدیر بروشے کہ قرار داد اطبا بود بپاے مرغ را شکستہ زیادہ از انچہ می گفتند خورانیدہ پارہ بر محل شکستگی مالیدہ شد و تا سہ روز محافظت نمودند حالانکہ مذکور می شد کہ از صباح تا شام کافی ست۔ بعد از ان دیدہ شد ہیچ گونہ اثرے ظاہر نشد (صفحہ ۱۱۶)۔

زعفران کا خندہ زا ہونا عموماً مسلم ہے چنانچہ ذخیرہ خوارزم شاہی میں جو طب کی معتبر کتاب ہے بتصریح مذکور ہے۔ جہانگیر نے قید خانہ سے ایک قیدی کو بلا کر پاؤ سیر زعفران کھلاوی۔ کچھ اثر نہ ہوا۔ دوسرے دن آدھ سیر تک کھلائی جس تک [۵۱] نہ ہوئی،

ہما جسکا سایہ مشہور ہے۔ جہانگیر نے اسکا پتہ لگایا تو اس قدر معلوم ہوا کہ پنجاب کے پہاڑوں میں ایک پرندہ ہوتا ہے جو ہڈیاں کھاتا ہے جہانگیر نے حکم دیا کہ جو شخص شکار کر کے لائے ہزار روپیہ انعام پائیگا۔ چنانچہ جمال خان بندوق سے مار کر لایا۔ جہانگیر نے سینہ چاک کرا کے دیکھا تو چینہ دان میں ہڈی کے ریزے [۵۲] تھے۔ اسی بنا پر شاعر نے کہا ہے:

ہماے بر سر مرغاں ازاں شرف دارد ۔۔۔ کہ استخواں خورد و ہیچکس نیازارد

[۵۱] توزک جہانگیری صفحہ ۳۹۶ ✣ [۵۲] توزک جہانگیری صفحہ ۳۹۸ ✣

چونکہ تمام ملک کو جہانگیر کے مذاق کا حال معلوم ہو گیا تھا اسلئے ہر جگہ سے اسکو مفید اطلاعیں پہونچتی تھیں،

آسمان سے جو ستارے ٹوٹ کر گرتے ہیں عوام تو خدا جانے اسکے متعلق کیا کیا کہتے ہیں لیکن حقیقت یہ ہے کہ ستارے کبھی کبھی باہم ٹکرا کر ٹوٹ جاتے ہیں. تصادم کے وقت ان سے روشنی نکلتی ہے ان کے اجزا زمین تک بھی آجاتے ہیں، جہانگیر کے زمانے میں ایک دفعہ جالندھر کے مضافات میں بڑے زور کی آواز آئی ساتھ ہی آسمان سے بجلی سی گری یہ معلوم ہوتا تھا کہ آگ برس رہی ہے. دس بارہ گز تک زمین بالکل جلکر سیاہ ہو گئی تھی. زمین کو کھودا گیا تو لوہے کا ایک ٹکڑا نکلا جو سخت گرم تھا جب ٹھنڈا ہوا تو پرگنہ کے حاکم نے خریطہ میں رکھکر جہانگیر کے پاس بھیجا. جہانگیر نے اُستاد داؤد کو حکم دیا کہ اسکی تلوار بنا کر لائے معلوم ہوا کہ گھن پڑنے سے چور ہو جاتا ہے. جہانگیر نے حکم دیا کہ لوہا بھی اس میں ملا دیا جائے چنانچہ چوتھائی حصہ لوہا ملا کر دو تلواریں اور خنجر وغیرہ طیار ہوئے جن میں یمنی تلواروں کا سا دم خم تھا. جہانگیر نے سامنے تجربہ کرایا تو تلواروں نے خوب کاٹ کیا. بیدل خاں نے اسپر رباعی لکھی[1]

از شاہ جہانگیر جہاں یافت نظام	افتاد بہ عہد اُو ز برق آہن خام
زاں آہن شد بہ حکم عالمگیرش	یک خنجر و کارد با دو شمشیر تمام

جہانگیر کی دقت نظری اور موشگافی اس حد تک تھی کہ مصنوعی اور مشتبہ چیزیں گو کتنی ہی نظر فریب ہوں اسکو دھوکا نہیں دیسکتی تھیں. بارہا لوگوں نے بڑے بڑے عجیب غریب مرقعے اور تصویریں وغیرہ اسکے سامنے پیش کیں لیکن اس نے ظاہر فریبی

[1] صفحہ (۳۳۰) تو زک جہانگیری۔

پر اعتبار نہیں کیا۔ سنہ ۳ جلوس میں مقرب خاں نے ایک تصویر بھیجی جو یورپ سے ہاتھ آئی تھی اور جس کی نسبت یہ روایت تھی کہ تیمور کی اُس وقت کی تصویر ہے جب اُس نے سلطان بایزید یلدرم کو گرفتار کیا تھا۔ اس وقت قسطنطنیہ میں عیسائی حکومت تھی، وہاں کے فرماں رواں نے تیمور کے پاس سفارت بھیجی تھی، سفیر کے ساتھ مصور بھی آیا تھا۔ یہ تصویر اُس نے کھینچی تھی۔ جہانگیر اس واقعہ کو لکھ کر لکھتا ہے:

اگر این دعوی اصلی داشتہ باشد ہیچ چیز تحفہ پیش من بہتر از این نخواہد
چون بصورت و حلیہ اولاد و فرزندان سلسلہ علیہ آن حضرت مشابہتی ندارد
خاطر بہ راست بودن این سخن تسلی نمی شود[51]

جہانگیر کو اس تحقیقات کا خاص شوق تھا کہ ہر چیز کس حد تک معمولی حالت سے زیادہ ہو سکتی ہے چنانچہ اس نے اکثر درختوں۔ پھلوں۔ جانوروں وغیرہ کے متعلق اس قسم کی تحقیقات کرائیں مثلاً انار کی نسبت ثابت ہوا کہ ۴ تولہ تک ہوتا ہے۔ بہی ۹۲ تولہ تک۔ یہ دونوں پھل فراہ سے آئے تھے اور اُس نے وزن کرا کے دیکھا تھا[52]۔ فتحپور سے ایک تربوز آیا جو وزن کرنے پر ۳۲ سیر کا ٹھہرا۔ سنہ ۱۱ جلوس میں جب قنوج پہونچا تو بڑ کا ایک درخت غیر معمولی قد و قامت کا نظر آیا۔ اس کی پیمائش کرائی معلوم ہوا کہ اس کے تنہ کا دور اٹھارہ گز اور جڑ سے شاخ تک کی بلندی ۱۲۸[53] گز۔ اور جٹائیں جو زمین میں گھر کر درخت بن گئی ہیں ۲۰۳ گز ہیں۔ ایک شاخ جو ہاتھی کے دانت کی طرح سامنے نکلی ہوئی تھی ۴۰ گز تھی۔ اسی سنہ میں خرمے کا ایک عجیب غریب درخت نظر سے گذرا۔ ۶۰ گز اونچا

---

۵۱ توزک جہانگیری صفحہ ۳۷۔ ۵۲ توزک جہانگیری ۲۱۸۔
۵۳ توزک جہانگیری ۱۷۸۔

ابھر جاکر دو شاخیں ہوگئی تھیں۔ اور ہر شاخ دس دس گز کی تھی۔ جہانگیر نے مصوروں سے اسکی تصویر کھچواکر جہانگیرنامہ میں درج کرائیں[۵۱]۔ اس قسم کے سیکڑوں واقعات ہیں جنکی تفصیل نہیں ہوسکتی؛

سپہ گری کا مذاق تمام انگریزی مؤرخوں اور اُنکے مقلدوں نے جہانگیر کو جس عینک سے دیکھا ہے اُس سے وہ ایک مست الست عیاش نظر آتا ہے لیکن تاریخی نگاہ پہلے ہی نظر میں پہچان سکتی ہے کہ یہ وہی تیمور کا پوتا اور اکبر اعظم کا بیٹا ہے وہ نورجہاں بیگم سے اتنی بات پر برہم ہوگیا اور مدتوں اُس سے بات نہ کی کہ وہ دفعتہً شیر کے خیمہ میں آجانے سے بھاگ گئی تھی[۵۲]۔ مہابت خان سپہ سالار نے جب باغی ہوکر سات ہزار راجپوتوں سے دفعتاً اسکا محاصرہ کرلیا۔ اور وہ بالکل تنہا رہ گیا۔ تو بار بار تلوار کے قبضہ پر ہات ڈالتا تھا کہ اسکا سر اُڑادے لیکن مُشیروں نے روکا کہ یہ تحمل اور بلند حوصلگی کا وقت ہے۔ ایک دفعہ شیر کو اس نے بندوق کے کُندے سے مار کر گرادیا چنانچہ اسکا حال خود لکھتا ہے؛

> شیر از شدت غضب از جا برخاستہ بہ قفاے فیل برآمد و فرصت مقتضی آن نہ شد کہ بندوق را گذاشتہ شمشیر را کار فرمایم سر بندوق را گردانیدہ بہ زانو درآمدم و بہ دو دست سر بندوق را چنان بر سر و روی او زدم کہ از آسیب آن بر زمین اُفتاد و جان داد[۵۳]؛

بھیڑیا بیس بیس تیس تیس تیر کھاکر بھی نہیں مرتا۔ جہانگیر نے ایک ایک تیر میں

---

[۵۱] توزک جہانگیری صفحہ ۱۰۴؛ [۵۲] اس واقعہ کو مآثر الامرا میں بتفصیل لکھا ہے؛

[۵۳] توزک جہانگیری صفحہ ۳۶۷؛

مارا ہے۔ چنانچہ اسکا تذکرہ فخر کے لہجہ میں کیا ہے۔ لیکن بالآخر شرما کر کہتا ہے کہ اپنے منھ سے اپنے واقعات کیا بیان کروں، اسلئے اسی ایک واقعہ پر اکتفا کرتا ہوں،

گرگے از پیش برآمد۔ تیرے نزدیک بہ بناگوش زدم کہ قریب بہ یک وجب فرونشست و بہ ہماں تیر افتاد و جان داد۔ و بسیارے بودہ کہ پیش من جوانان سخت کمان بیست تیرو سی تیر زدہ اند و نہ مردہ۔ چون از خود نوشتن خوشنما نیست، زبان قلم را از عرض این وقائع کوتاہ می دارم[۱]،

باوجود اسکے کہ اسکا زمانہ شاہانہ ناز و نعمت کا اوج شباب تھا۔ اور زمین و آسمان۔ راحت و آرام کے گہوارے بن گئے تھے تاہم اس میں وہی سپاہیانہ جفاکشی اور محنت کے انداز موجود تھے جو اسکے اسلاف کے جوہر تھے۔ دریا میں جال لیکر اترنا اور مچھلی کا شکار کرنا ماہی گیروں کے سوا کون کرسکتا ہے۔ لیکن جہانگیر کو یہ این شاہنشاہی اس سے عار نہیں اور شوقیہ کرتا ہے۔ چنانچہ خود لکھتا ہے!

تاحال سفرہ دام کہ از دامہائے متقررست و بہ زبان ہندی بھنور جال میگویند نہ انداختہ بودم۔ انداختن آن خالی از اشکالی نیست۔ بہ دست خود این دام را انداختہ دہ دوازدہ ماہی گرفتم و مرداریدہا در بینی آن کشیدہ بہ آب سر دادم،

ایک دفعہ باغ میں مجلس آرا تھا۔ باغ میں ایک نہر تھی جسکا پاٹ ۴ گز کا تھا۔ سب کو حکم دیا کہ اسکو پھاندیں۔ اکثر لوگ بیچ میں رہ گئے جہانگیر نکل گیا تاہم لکھتا ہے کہ۔

من ہم اگرچہ جستم۔ اما بہ آن چستی کہ در سن سی سالگی جستہ بودم درین ایام کہ عمر من بہ چہل سالگی رسیدہ بہ آن قدرت و چالاکی نتوانستم جست[۲]!

---

[۱] تورک جہانگیری صفحہ ۳۶۷؛ [۲] تورک جہانگیری صفحہ ۱۵۱؛

کابل میں سات باغ۔ دور دور فاصلہ پر ہیں۔ ان سب کی ایک ہی دن میں پاپیادہ سیر کی۔ درختوں پر خود چڑھ کر پھل توڑتا تھا اور لکھتا ہے کہ اس طرح پھل کھانے میں خاص لطف ہے۔

شمشیر بازی کا فن مرتضیٰ خان دکنی سے سیکھا تھا[۵۱] جو اس فن میں اپنا جواب نہیں رکھتا تھا۔ چنانچہ ۳ جلوس میں اسکو ورزش خان کا خطاب دیا۔

ایشیائی سلطنتوں کا عام قاعدہ ہے کہ بادشاہ کا مذاق تمام ملک میں سرایت کر جاتا ہے۔ اور تمام لوگوں میں وہی خصائل پیدا ہو جاتے ہیں جو خود بادشاہ میں ہوتے ہیں۔ جہانگیر کے زمانے میں سپہگری اور بہادری کا مذاق اس قدر عام ہو گیا تھا۔ لوگ شیروں سے لپٹ جاتے تھے اور دست بدست لڑتے تھے ۵ جلوس میں جب ایک شیر دفعتاً جہانگیر پر آپڑا۔ تو انوپ رائے بڑھ کر شیر سے مقابل ہوا چنانچہ اسکی کیفیت جہانگیر ان الفاظ میں لکھتا ہے۔

انوپ رائے سہ پایہ را از دست گذاشتہ بہ شیر متوجہ شد۔ شیر بہمان چستی و چالاکی کہ حملہ آور گشتہ بود برو برگشت۔ او مردانہ بہ شیر رو برو شد۔ آن چوب کہ در دست داشت بہ ہر دو دست دو بار برسر او محکم فرو کوفت شیر دہن باز کردہ ہر دو دست انوپ رائے در دہن گرفت۔ انوپ رائے زور کردہ دستہا ے خود را از دہن شیر بر می آورد و دو سہ مشتہ بر کلہ او میزند و بہ پہلو غلطیدہ بزدر زانو راست می ایستد۔ در رنگ دو کشتی گیر بر یک دیگر چسپیدہ غلطان شدند الخ۔[۵۲]

سالہ جلوس میں چوروں نے شاہی خزانہ پر چھاپہ مارا۔ چند روز کے بعد ان کا پتہ

---

۵۱ توزک جہانگیری صفحہ ۱۲۴۔
۵۲ توزک جہانگیری صفحہ ۹۰۔

انکا اور گرفتار ہو گئے - جہانگیر نے ان کے سردار کی نسبت حکم دیا کہ ہاتھی کے پاؤں میں ڈال دیا جائے۔ اُس نے عرض کی کہ حکم ہو تو میں ہاتھی سے لڑ سکتا ہوں۔ جہانگیر نے اجازت دی - وہ خنجر لے کر بڑھا۔ ہاتھی نے چند دفعہ اسکو اُٹھا کر پٹک پٹک دیا۔ لیکن وہ پھر بار بڑھ کر ہاتھی پر حملہ آور ہوتا تھا یہاں تک کہ ہاتھی کو پھر اسکی طرف بڑھنے کی ہمت نہیں ہوئی ؛

نورجہاں بیگم کا شیر مارنا سب جانتے ہیں لیکن اسنے یہ مشق جہانگیر کی ناراضی کے باعث پیدا کی تھی ؛

دادرسی - رعایا کی خبرگیری اور رعایا کشی

مخالفین تو کہتے ہیں کہ جہانگیر کا شراب کباب کے سوا - اور کچھ کام نہ تھا لیکن واقعات بتاتے ہیں کہ رعایا کی دادرسی عدل و انصاف - ملک کی خبرگیری میں اکبر کے سوا کوئی اسکا جواب نہ تھا - اس دعوی کا ثبوت تفصیل اور وسعت کے ساتھ تاریخوں سے ہو سکتا ہے لیکن ہمارے مضمون کا عنوان توزک جہانگیری تک محدود ہے یعنی جو واقعات خود توزک جہانگیری سے ثابت ہوں - اُن سے تجاوز نہ کیا جائے اسلئے ہم اس دائرہ سے باہر نہیں جانا چاہتے ؛

جہانگیر اپنے نامور باپ کی طرح دن رات میں صرف تین گھنٹہ سوتا تھا چنانچہ خود لکھتا ہے[۱] ؛

بکرم الٰہی عادت چنان شدہ کہ درمیان شبان روز بیش از دو سہ ساعت
بخوابی نمی رود وقت بتاراج خواب نمیرود - و درین ضمن دو فائدہ منظور است یکے آگاہی

---

[۱] توزک جہانگیری ۲۷۱ ؛

از ملک دو دم بیدار دلی بہ یاد حق۔[51]

احمد آباد گجرات کی آب و ہوا اسکو نہایت ناموافق آئی تاہم جب تک رہا عین گرمی اور حدت کے وقت۔ دوپہر کے بعد کھلے میدان میں دربار عام کرتا تھا اور حکم تھا کہ نقیب اور چوبدار وغیرہ بالکل ہٹا دیئے جائیں کہ کسی قسم کی روک ٹوک نہ ہو چنانچہ لکھتا ہے

چون مردم این شہر بغایت ضعیف دل و عاجز اند بہ جہت احتیاط کہ مبادا بعضے از اہل اردو بتعدی و ستم در خانہ ہائی آنہا فرود آیند۔ و قاضی و میر عدل بہ جہت رعایت ۱۲ ۔۔۔ مداہنت نمایند۔ از تاریخی کہ دریں شہر نزول سعادت اتفاق افتاد باوجود حدت و حرارت ہوا ہر روز بعد از فراغ عبادت دوپہر بہ جھروکہ در طرف دریا کہ ہیچگونہ حائلے و مانعے از در و دیوار و یساول و چوبدار نہ دارد برآمدہ دو سہ ساعت نجومی می نشینم و بہ مقتضائے عدالت بہ فریاد داد خواہان رسیدہ ستم پیشہ ہا را در خور جرائم و تقصیرات سیاست می فرمایم حتی در ایام ضعف با کمال درد و الم بہ دستور معہود بہ جھروکہ برآمدہ تن آسانی بر خود حرام داشتہ ام۔[52]

یہ امر تمام مورخین نے تسلیم کیا ہے کہ عدل و انصاف میں جہانگیر بالکل بے لاگ تھا۔ اس معاملہ میں اسکے نزدیک دربار کا ایک رکن اعظم اور ایک غریب مزدور دونوں برابر تھے۔ اخیر اخیر میں نورجہان اسکے مزاج پر بالکل حاوی ہو گئی تھی۔ تاہم جیسا کہ صاحب مآثر الامرا نے بھی تسلیم کیا ہے اس نے نورجہان سے کہدیا تھا کہ سلطنت تمھاری ہے لیکن مظلوموں کے مقابلہ میں خبردار کسی کی سعی سفارش نہ کرنا جو کبھی میرے سامنے پیش نہ جا سکے گی مقرب خان سے بڑھ کر کوئی معتمد نہ تھا۔ اسکے

---

[51] تزک جہانگیری صفحہ ۲۳۲۔

[52] تزک جہانگیری صفحہ ۲۳۲۔

ساتھ وہ دربار اور سلطنت کا رکن اعظم تھا۔ تاہم جب ایک بڑھیا بیوہ نے اسکی شکایت کی تو بڑی سختی سے تحقیقات کی اور مقرب خان کے نوکر کو جو جرم کا مرتکب ہوا تھا قتل کرا کے مقرب خان کا منصب گھٹا دیا۔ اس بارہ میں اسکے واقعات تعجب انگیز داستان بن گئے ہیں اور گو ہم نے تو زک جہانگیری کا التزام کیا ہے لیکن صرف ایک واقعہ ایک دوسری کتاب کی سند سے لکھتے ہیں:

ایک دفعہ نورجہاں بیگم مہتابی پر ٹہل رہی تھی۔ اتفاق سے کوئی راہرو ادھر سے گذرا۔ اور اس نے نظر اٹھا کر نورجہاں کیطرف دیکھا نورجہاں نے اسکو گولی ماردی جہانگیر کو خبر پہونچی۔ فوراً حکم دیا کہ تحقیقات کی جائے۔ جرم ثابت ہوا اور قاضی نے قصاص کا فتویٰ دیا۔ قلماقنوں کو حکم ہوا کہ محل میں جا کر نورجہاں کو پکڑ لائیں اور جلاد کے حوالے کر دیں۔ نورجہاں نے بہت کچھ روپیہ کا لالچ دیا لیکن سب جہانگیر کی انصاف پرستی سے واقف تھے کسی نے کچھ نہ سُنی۔ بالآخر نورجہاں نے مقتول کے ورثا کو راضی کیا کہ خونبہا لے لیں چنانچہ دو لاکھ روپیہ خونبہا لیکر اُن لوگوں نے دست برداری کی۔ اور جہانگیر سے کہہ دیا کہ ہمکو کچھ دعوے نہیں۔ جہانگیر نے کہا شاید تم لوگوں پر بیگم کی طرف سے کچھ دباؤ پڑا۔ ان لوگوں نے یقین دلایا کہ نہیں ہم نے بخوشی ایسا کیا ہے جہانگیر نے رہائی کا حکم دیا۔ یہ سب کچھ ہو چکا تو محل میں گیا اور (عشق کی ادا دیکھو) نورجہاں کے پاؤں پر گر کر کہا ہائے بیگم اگر تو را می کشتند من چہ می کردم[۵۲]

---

[۵۱] تو زک جہانگیری صفحہ ۳۰۸۔ [۵۲] اس واقعہ پر لوگوں کو یقین کرنا مشکل ہوگا لیکن والہ داغستانی نے بتفصیل تمام اسکو ریاض الشعرا حالات جہانگیر میں لکھا ہے۔ والہ داغستانی شیعہ تھا۔ اور قاضی نور اللہ شوستری کے خون کا اسکو داغ تھا اسلئے اسکی شہادت بیکار نہیں جا سکتی۔

جہانگیر کی پالیسی

اکبر اور جہانگیر کی پالیسیاں گو متحد المقصد تھیں لیکن ایک نہایت
اہم فرق تھا۔ اس امر میں دونوں متفق تھے کہ ہندو اور مسلمانوں کے حقوق یکساں
ہیں۔ اور دونوں پر یکساں حکومت کرنا فرض سلطنت ہے لیکن اکبر کا خیال تھا کہ
اس مقصد کے لئے مذہبی جوش اور اثر کا رنگ ہلکا کرنا ضرور ہے۔ اسلئے وہ ہندو
عیسائی۔ پارسی۔ تمام مذہبوں کا ظاہری قالب اختیار کرتا رہتا تھا۔ وہ صبح کو سورج
پر پانی چڑھاتا تھا۔ شام کو چراغ جلے آگ کی تعظیم کرتا تھا۔ حضرت عیسیٰ اور مریم
کی تصویروں کے آگے سر جھکاتا تھا۔ لیکن جہانگیر سمجھتا تھا کہ پکا مسلمان پکا متعصب
پکا دیندار رہ کر بھی غیر مذہب والوں کو مسلمانوں کے برابر حقوق دیئے جا سکتے ہیں۔
اس بنا پر وہ ایک طرف تو پنڈتوں سے مذہبی مباحثہ کرکے ان کو قائل کرتا ہے [1]
ایک ہندو راجہ [illegible] کو ہدایت و تلقین سے بغیر جبر مسلمان کرتا ہے [2]
کوٹ کانگڑہ فتح کرکے اسلامی شعار جاری کراتا ہے اور اسپر ناز کرتا ہے دوسری
طرف راجہ مان سنگھ کو بنگالہ کا گورنر کرکے ۵۰ ہزار فوج کا افسر مقرر کرتا ہے
راجہ جگن ناتھ کو پنجہزاری منصب کے ساتھ خلعت اور مرصع تلوار عنایت کرتا ہے
رانا شنکر کو جو مہارانا اودے پور کا برادر عم زاد تھا خلعت دیکر اودے پور
کی مہم پر بھیجتا ہے بہر داس کو بکرماجیت کا خطاب اور میر آتشی کا عہدہ دیکر
۵۰ ہزار توپچیوں کا افسر کرتا ہے [3]۔ شیخ عبدالحق دہلوی کی جس طرح تعظیم و تکریم کرتا ہے
چندر روپ گسائیں کے ساتھ بھی اسی اعزاز و خلوص اور احترام کے ساتھ پیش آتا ہے

[1] تزک جہانگیری صفحہ ۱۳۱ ۔ [2] تزک جہانگیری صفحہ ۱۴۵ ۔
[3] تزک جہانگیری صفحہ ۱۰۹ ۔

اسکی تمام تاریخ میں ایک واقعہ بھی منقول نہیں کہ اپنے مذہب کی بنا پر ملکی حقوق میں کوئی تفریق کی ہو۔ اسنے اکبر کی پالیسی کی ان لفظوں میں مداحی کی ہے اور اس حد تک خود اسکا پیرو تھا[1]۔

"بمقتضای آن کہ سایہ می باید کہ پرتو ذات باشد در ممالک محروسہ اش کہ ہر حدی بکنار دریای شور منتہی گشتہ۔ ارباب ملتہای مختلف و عقیدہ ہای صحیح و ناقص را جا بودہ۔ راہ تعرض بستہ گشتہ سنی با شیعہ در یک مسجد و فرنگی با یہودی در یک کلیسا طریق عبادت می سپرند[1]

زمین عشق بہ کونین صلح کل کردم"۔

ہندوؤں سے اصلی تعلقات

اگر ہم یہ جاننا چاہیں کہ تیموریوں کے تعلقات در اصل ہندوؤں کے ساتھ کیا تھے؟ تو ملکی تاریخوں سے لوگوں کو تسلی نہیں ہوتی۔ ایک بدگمان معترض کہہ سکتا ہے۔ بلکہ کہتا ہے کہ گو تیموریوں نے ہندوؤں کو تمام ملکی حقوق دیئے۔ ہر قسم کے ملکی عہدے عطا کیئے قتل و قصاص میں کوئی تفریق نہیں کی۔ تاہم جو کچھ تھا مجبورانہ پالیسی تھی۔ تیموری جانتے تھے کہ مٹھی بھر مسلمانوں سے اتنے بڑے وسیع ملک پر حکمرانی نہیں کی جا سکتی۔ اسلیئے وہ مصلحتہً ہندوؤں سے دست و بازو کا کام لیتے تھے۔

لیکن توزک جہانگیری اس مشکل کو بھی حل کر سکتی ہے جہانگیر اکثر ملکی دربار چھوڑ کر گھر میں آبیٹھتا ہے اور اس وقت خانگی زندگی اور دلی جذبات کا آئینہ بنجاتا ہے۔ اس حالت میں وہ جو کچھ ہے۔ اور جیسا کچھ ہے بے پردہ نظر آتا ہے۔ ہندو رانیاں تیموریوں کے گھر میں آئیں۔ اور حرم میں۔ ہم پتا لگانا چاہتے ہیں کہ یہ بھی زور حکومت کی ایک شان تھی۔ اور رانیاں درحقیقت لونڈیاں بن کر رہیں اور انسے وہی ظاہری رواداری کا برتاؤ تھا یا یہ رانیاں تیموریوں کی عزیز تر بیویاں اور محبوب سے محبوب مائیں بنگئیں۔ جہانگیر کی ایک بیوی راجہ مان سنگھ کی بہن تھی خسرو اسی سے پیدا ہوا تھا۔ اور چونکہ اسکا ماموں راجہ مان سنگھ

[1] توزک جہانگیری صفحہ ۱۶؛

اور خسرو خان اعظم کو کلتاش تھا۔ اسلئے اسکو اکبر ہی کے زمانے میں خیال پیدا ہو گیا تھا کہ جہانگیر کے بجائے تخت سلطنت مجھکو ملنا چاہیئے۔ چنانچہ ہمیشہ باپ سے آمادہ بغاوت رہتا تھا لیکن اسکی ماں اسکو ہمیشہ اس خیال سے باز رکھتی تھی خسرو نہیں مانتا تھا اور ماں کی کوفت بڑھتی جاتی تھی یہانتک کہ اس صدمہ سے اس نے افیون کھا کر جان دیدی جہانگیر لکھتا ہے۔

از خوبیہا و نیکوئیہائے او چہ نویسم عقلے بکمال داشت اخلاص او بمن بدرجہ بود کہ ہزار پسر و برادر را قربان یک سر موئے من میکرد بکرات بخسرو مقدمات نوشت و او را دلالت باخلاص و محبت من میکرد چون دید کہ ہیچ فائدہ ندارد و از غیرتے کہ لازمہ طبیعت راجپوتانی ست خاطر بر مرگ خود قرار داده روز بیست و ششم ذی الحجہ ۱۰۱۳ ہجری افیون بسیار در حین پریشانی خورده در اندک زمانے درگذشت[1]

راجپوتانی نے تو محبت شوہری کا یہ ثبوت دیا جہانگیر کا جو حال ہوا سو وہ اسی کی زبان سے سننا چاہیئے

از قوت ادبار تعلقے کہ داشتم ایامے بر من گذشت کہ از حیات و زندگانی خود ہیچ گونہ لذتے نداشتم چہار شبانہ روز کہ سی و دو پہر باشد از غایت کلفت مائده و چیزے از ماکول و مشروب وارد طبیعت نگشت چون این قصہ بوالد بزرگوارم رسید ولاسا نامہ برعایت شفقت و مرحمت بدین مرید فدوی صادر گشت و خلعت و دستار مبارک کہ از سر برداشتہ بودند بہمان طور بستہ بجہت من فرستاد تا این عنایت آبے بر آتش سوز و گداز من زده اضطراب و اضطرارم را فی الجملہ قرار و آرامے بخشید[2]

غور کرو اس واقعہ میں چار شبانہ روز کا فاقہ، دل کا کسی طرح قرار نہ پانا۔ اکبر کا یہ حالت دیکھ کر نہایت دردآمیز تسلی نامہ لکھنا اور اپنے سر سے پگڑی اتار کر بھیجنا۔ ایسی چیزیں ہیں جو بناوٹ سے پیدا ہو سکتی ہیں؟ بے شبہ تیموریوں نے ہندوؤں کے ملک کو نہیں بلکہ دل کو فتح کر لیا تھا اور ہندوؤں کے اخلاص و محبت نے فاتح کو مفتوح بنا لیا تھا۔

[1] تزک جہانگیری صفحہ ۱۶۔ [2] تزک جہانگیری صفحہ ۱۶۔

بر لوحِ مشہدِ پروانہ این رقم دیدم   کہ آتشے کہ مرا سوخت خویش را ہم سوخت

علما اور فقرا کی قدر دانی۔

ایشیائی سلطنتوں میں علم و فضل کا رواج سلاطین کی قدردانی پر موقوف ہے اور اس باب میں سلاطین اسلام کو عموماً تمام دنیا کے حکمرانوں پر ترجیح ہے جہانگیر بھی علمی قدردانی میں اسلاف کی ایک عمدہ مثال تھا وہ ہر مذہب کے علما اور فقرا سے ملتا تھا۔ اور ان کے ساتھ برتاؤ میں تمام آداب شاہی کو بھول جاتا تھا۔ اسکے ساتھ چونکہ نکتہ شناس تھا اسلئے ہر شخص کی نسبت ایسی رائے ظاہر کرتا ہے جو ایک بڑے مدقق کا کام ہو سکتا ہے شیخ عبدالحق محدث دہلوی کی نسبت لکھتا ہے :

مدتہاست کہ در گوشہ دہلی بہ وضع توکل و تجرید بسر می برد مرد گرامی ست صحبتش بے ذوق نیست۔ بہ انواع مراحم دلنوازی کردہ رخصت فرمودم[۱]

شیخ موصوف کی تصنیفات میں تذکرہ اولیاے ہند کا ذکر کیا ہے اور اسکی نسبت لکھتا ہے

"وکتابے دیگر تصنیف نمودہ بود کہ مشتمل احوال مشائخ ہند، بنظر در آمدہ خیلے زحمت کشیدہ"

میر عضد الدولہ نے جب فرہنگ جہانگیری پیش کی ہے تو اس کتاب کی نسبت لکھتا ہے

"الحق محنت بسیار کشیدہ و خوب بہ پیروی ساختہ و جمیع لغات را از اشعار علماء قدما سند آوردہ۔ دریں فن کتابے مثل این نمی باشد فیل خاصہ عنایت نمودم[۲]"

فارسی کا ایک محقق اس کتاب کی نسبت اس سے بڑھکر عمدہ تعریف نہیں کر سکتا۔ فارسی لغت میں جس قدر کتابیں اس وقت تک لکھی گئی تھیں کسی میں قدما کے اشعار سے سند لانے کا التزام نہ تھا۔ اور فرہنگ جہانگیری کا یہی امتیازی وصف ہے :

یاد ہوگا کہ فیضی جب اکبر کے دربار میں آیا ہے تو جہانگیر اور مراد کی تعلیم پر مقرر ہوا چنانچہ خود لکھتا ہے :

---

[۱] توزک جہانگیری صفحہ ۲۰۲   [۲] توزک جہانگیری صفحہ ۳۵۱

ع - یکے معلمے شاہزادہاے عظام

جہانگیر کی علمی قابلیت تصدیق کرتی ہے کہ فیضی نے اپنا فرض نہایت کامیابی کے ساتھ ادا کیا۔ خان خانان بھی جہانگیر کا اتالیق رہ چکا ہے۔ ایسے اُستادوں کے فیض تعلیم سے ہم ایسے ہی نتیجہ کی توقع رکھ سکتے تھے!

جہانگیر کا استفادہ علمائے اسلام تک محدود نہ تھا۔ وہ ہندو پنڈتوں اور درویشوں کے ساتھ بھی اسی خلوص اور عقیدت سے پیش آتا ہے۔ اسکے زمانہ میں جدروپ سناسی ایک مرتاض درویش تھا وہ پہاڑ کی کھوہ میں ایک نہایت دشوار گذار بھٹ میں رہتا تھا! جہانگیر بارہا اسکی خدمت میں گیا اور اس سے علمی صحبتیں رہیں۔ وہ جدروپ کا جب ذکر کرتا ہے تو عقیدت مندی اور محبت سے لبریز نظر آتا ہے۔ چونکہ اسکی جائے قیام تک سواری نہیں جا سکتی تھی۔ قریباً تین میل پیادہ چل کر وہاں پہونچا ہے چھ گھنٹہ تک اسکی صحبت میں رہا چنانچہ ملاقات کا حال تفصیل سے لکھ کر لکھتا ہے!

علم بیدانت را کہ علم تصوف باشد خوب ورزیدہ تا شش گھڑی بہ او صحبت داشتم سخنان خوب مذکور ساخت چنانچہ خیلے در من اثر کرد[۵]

داستان عہد گل را از نظیری می شنو
عندلیب آشفتہ تر گفت ست ایں افسانہ را

۱۱۳۱۲

[۵] توزک جہانگیری صفحہ ۱۷۶!

نام کتاب	نام مصنف	قیمت
الحجاب (اردو ترجمہ)	از محمد طلعت بے مصری فاضل	۶/
مائدہ محمدیہ (اردو ترجمہ)	از مولوی حسام الدین احمد صاحب	۲/
ترتیب القرآن (اردو ترجمہ)	از احمد جودت آفندی	۳/
دین و دانش	از مولانا محمود علی صاحب	[illegible]
سفرنامہ ہند	از حافظ محمد فضل الرحمٰن صاحب سیاح امرتسری	[illegible]
الاسلام	از مولوی شیخ محمد صاحب مترجم قرآن مجید [illegible]	۸/
اسلام کی دنیوی برکتیں	از نواب اعظم یار جنگ مولوی چراغ علی صاحب مرحوم	۸/
آثار خیر	از منشی سعید احمد صاحب مارہروی	۸/
تفسیر السماوات	از سرسید علیہ الرحمۃ	۸/
مسلمانوں کی تہذیب	از نواب محسن الملک مرحوم	۳/
مسلمانوں کی ترقی اور انکے تنزل کے اسباب	از نواب محسن الملک مرحوم	۸/
الدین یسر	از شمس العلماء مولانا حالی صاحب	۳/
تقلید اور عمل بالحدیث	از نواب محسن الملک مرحوم	۸/
غم حسین اور محرم کی بدعتیں	از مولانا عمادی	۲/
ملائکہ و حور و غلمان	از محسن الملک مرحوم	۲/
کانشنس (ضمیر)	از سرسید علیہ الرحمۃ	۱/
فطرت اور قانون فطرت	از محسن الملک مرحوم	۲/
یورپ اور قرآن	از مولوی چراغ علی صاحب مرحوم	۱۰/

نام کتاب	نام مصنف	قیمت
سوانح مولانا روم	از شمس العلما مولانا شبلی نعمانی	عہ
اورنگ زیب عالمگیر پر ایک نظر	" "	۸ر
حیات خسرو	از منشی سید احمد صاحب	۱۲ر
البرامکہ	از منشی عبد الرزاق صاحب	[illegible]
عیسیٰ اور صلیب	از نواب اعظم یار جنگ مرحوم	ار
خطبات احمدیہ	از سر سید علیہ الرحمۃ	[illegible]
تاجرہ	از مولانا عنایت رسول صاحب مرحوم	۲ر
اسلامی شفاخانے	از مولانا شبلی نعمانی	
اسلامی کتب خانے	" "	
حقوق الذمیین	" "	
جزیہ	" "	
ٹیکس اور مسلمان	" "	
خطبہ	" "	[illegible]
الندوہ	" "	
کتب خانہ اسکندریہ	" "	
تراجم	" "	
اسلامی مدارس	" "	
قدیم تعلیم	" "	

ملنے کا پتہ
مینیجر بک ڈپو وکیل ٹریڈنگ کمپنی لمیٹڈ امرتسر